خطبہ جمعہ

خاوند اپنے اہل و عیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے

ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہونگے

(احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے میاں بیوی کے حقوق وفرائض سے متعلق تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۸؍ جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۸؍ صلح ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ. وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ﴾

(سورة البقره آیت ۲۲۹)

ترجمہ اس کا یہ ہے: اور ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا حق ہے جتنا مردوں کا اُن پر ہے حالانکہ مردوں کو اُن پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

یہ جو حقوق کا مضمون بیان ہو رہا ہے مردوں اور عورتوں کا آپس میں اس کے لئے حدیثوں میں ایسی حدیثیں نہیں مل سکیں جس میں معاملہ ملا جلا نہ ہو۔ تو بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جہاں مردوں کے فرائض ہیں اور عورتوں کے بھی فرائض ہیں تو یہ ایک ہی سلسلے کی کڑی ہے اس لئے جہاں بھی امتزاج ہو دونوں باتوں کا اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا مگر خاص طور پر آج کے خطبے کا موضوع، عورتوں کے مردوں پر جو حقوق ہیں اس کا بیان ہے تو جیسا کہ میں نے کوشش کی تھی ان کو الگ الگ کر سکوں، بہت حد تک کر سکا ہوں، لیکن دونوں معاملات آپس میں مل جل سے گئے ہیں اور بعض دفعہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ کس کے حقوق بیان ہو رہے ہیں اور کس کے فرائض۔

احادیث کے بیان میں سب سے پہلے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے۔ چنانچہ امام بھی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے اور خاوند اپنے اہل و عیال پر نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جانے والا ہے۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھی جانے والی ہے۔ (بخاری کتاب الوصایا) یعنی وہ بچے جو گھر میں پرورش پاتے ہیں اور دوسرے حقوق جو ہیں وہ ان کی نگران ہے اور اس بارے میں وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہو گی۔

دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ یہ حدیث بھی صحیح بخاری سے لی گئی ہے۔ پہلی حدیث بھی بخاری سے لی گئی تھی۔ صحیح بخاری کی اس حدیث میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ روایت کرتے ہیں۔ آپؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خدا کی رضا چاہتے ہوئے جو خرچ کرو گے اس پر تمہیں ضرور اجر ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ (بخاری کتاب الایمان)۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی محبت کو خدا کی محبت میں ملا دیا تھا اور گویا آپ کا ہر عمل عبادت بن گیا تھا تو بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا تو ایک محبت کا اظہار ہے اگر اسے خدا کی محبت میں گوندھ دیا جائے تو یہی چیز پیار کا اظہار بن جائے گی اور عبادت بھی ہو جائے گی۔

مسلم کتاب الزکوٰۃ میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک دینار تُو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور ایک دینار تُو گردن آزاد کروانے پر خرچ کرے، اور ایک دینار تُو کسی مسکین پر خرچ کرے اور ایک دینار تو اپنے اہل پر خرچ کرے تو ان میں سے سب سے زیادہ اجر اس دینار کا ہو گا جو تُو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا ہو گا۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بہت سے لوگ باہر بظاہر نیکیوں پر خرچ کر رہے ہوتے ہیں اور بیوی کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے تو خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ بیوی کا بھی ویسا ہی حق ہے اور جو بیوی کے اوپر خرچ کرتا ہے یعنی اہل و عیال اور بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ دراصل باہر والوں کی نظر سے ہٹ کر خرچ کرتا ہے اور خدا کی نظر میں خرچ کر رہا ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ وہ دینار جو اپنی بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ باہر کے اخراجات سے بہتر ہے۔

پھر بخاری کتاب النکاح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزے نہ رکھے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر آنے دے۔ (بخاری کتاب النکاح باب لا تأذن المرأة فی بیت زوجها الّا باذنه)۔ یہ بہت ہی ضروری ہے۔ خاوند تو باہر کام پر ہوتا ہے اس کو کیا پتہ کہ گھر میں کون آیا ہے اور کون نہیں۔ تو عورت کا فرض ہے کہ اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر جو ناپسندیدہ اشخاص ہیں خاوند کے نزدیک ان کو گھروں میں نہ آنے دے اور وہی اس کے نزدیک بھی ناپسندیدہ ہونے چاہئیں۔ بلکہ یہاں تک فرمایا خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو فرضی روزے رکھنے پڑتے ہیں اس میں تو خدا کی رضا غالب ہے اور خاوند کو حق نہیں کہ فرضی روزوں میں دخل اندازی کرے۔

ابن ماجہ میں حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔ (سنن ابن ماجه کتاب النکاح باب حق الزوج علی المرأة)۔

ترمذی کتاب النکاح سے یہ روایت قیس بن طَلْق کی لی گئی ہے جو اپنے والد طَلْق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لئے بلائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے پاس چلی آئے خواہ وہ تنور پر کھڑی ہو۔ (سنن ترمذی کتاب النکاح۔ باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة)۔ تنور پر کھڑی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خواہ روٹی جل رہی ہو اور یہ نہ کہے کہ میں انتظار کر رہی ہوں روٹیاں پکا رہی ہوں مگر اگر خاوند کو ضرورت ہے تو اس کا پہلا حق ہے اس کی آواز پر لبیک کہے۔

مسند احمد میں یہ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت پنجوقتہ نماز پڑھتی ہے اور رمضان کے روزے رکھتی ہے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے داخل ہو جا۔ (مسند احمد۔ مسند العشرة المبشرة بالجنة)۔ اب یہ جنت کے دروازوں کے متعلق بھی بار بار وضاحت کی گئی ہے کوئی ایسا گیٹ (Gate) نہیں لگا ہوا وہاں یا کئی گیٹ نہیں لگے ہوئے کہ جہاں سے مرضی داخل ہو جاؤ۔ مراد یہ ہے کہ اپنی پسند سے خدا تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو جاؤ اور تیرا حق ہے کہ ہر دروازے سے داخل ہو یعنی رضا کے لحاظ سے بھی تو نے جو بھی فرائض تھے سب پورے کر دئے اس لئے اب تیری اپنی پسند ہے کہ جس دروازے سے چاہے مگر یاد رکھیں دروازہ کوئی ایسا نہیں جو ظاہری دروازہ جنت میں نصب ہو یہ صرف ایک محاورہ ہے یہ بتانے کے لئے کہ عورت کو یہ نیکیاں اختیار کرنے میں خدا تعالیٰ یہ جزا دے گا کہ جس طرح چاہے جنت میں داخل ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا۔

ایک حدیث میں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت طلب کیا کریں تو انہیں اجازت دے دیا کرو (صحیح بخاری کتاب الاذان)۔ یہ معاشرے کا بھی ایک معاملہ ہے۔ بعض معاشرے گندے ہوتے ہیں جہاں رات کو خود عورتوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ یا تو مرد ساتھ جائے یا ان کو اکیلے نہ جانے دیا جائے۔ تو یہ حسب حالات فیصلہ ہوگا۔ جن معاشروں میں رات کو عورت کا نکلنا، آج کل پاکستان میں عورت کا اکیلی رات کو نکلنا بہت ہی خطرناک ہے تو ایسی صورت میں ان کی حفاظت کی خاطر ان کو اس بات کی اجازت نہ دینا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوگی کیونکہ آپ ایک پُرامن معاشرے کی بات کر رہے ہیں۔ وہاں اگر عورت کا دل چاہتا ہے رات کو مسجد میں جا کے نماز پڑھے تو اس کو اس کی اجازت دے دینی چاہئے۔

مسلم کتاب النکاح میں حضرت عبدالرحمٰن بن سعد سے مروی ہے کہ مَیں نے ابو سعید خدریؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز خدا کے حضور سب سے بدترین وہ شخص ہوگا جو اپنی بیوی سے علیحدگی میں ملتا ہے اور وہ اُس سے ملتی ہے، پھر بعد میں وہ اُس کے راز پھیلاتا ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب النکاح)۔ یہ گندی اور بدبخت عادت بھی بعض مردوں میں ہوتی ہے۔ وہ اپنی بیوی سے متعلق کہ کیسے ملی اور کیسی تھی باہر اپنے دوستوں کی مجلس میں ذکر کرتے ہیں جو نہایت ہی نامناسب اور بیہودہ حرکت ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے بدن کے کپڑے ہیں جن کو ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔

سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ میلان رکھے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا نصف دھڑ ٹیڑھا ہوگا۔ (سنن نسائی ابواب عِشرۃ النساء)۔ اب جو نصف دھڑ ٹیڑھا ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا جھکاؤ ناانصافی کی طرف رہا ہے اور اس پہلو سے اس کا وجود جو ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک غلط طرف جھکا ہوا نظر آئے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آتا ہے کہ آپ اللہ کی طرف ہی جھکے رہتے تھے۔ اگر کوئی لغزش ہو بھی تو خدا کی طرف گرتے تھے تو ایسا مرد بڑا بدنصیب ہے جو لغزش کے وقت غیر اللہ کی طرف گرتا ہے اور ناانصافی کی طرف گرتا ہے تو جسم ٹیڑھا ہونے سے مراد یہی ہے کہ وہ ایک غیر متوازن حیثیت سے خدا کے حضور پیش ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان عدل کے ساتھ تقسیم فرماتے تھے۔ یہ وہی مضمون ہے جو اس سے پہلے گزرا یعنی عدل کے ساتھ تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ پھر کہتے تھے اے میرے اللہ! جس کی طاقت میں رکھتا ہوں وہ مَیں نے کر دیا ہے پس تُو مجھے اس بارہ میں ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے کہ مَیں اُس میں بے اختیار ہوں۔ (سنن نسائی ابوب عِشرۃالنساء)۔ تو بیویوں سے انصاف کا سلوک مردوں کا فرض ہے مگر اگر محبت کسی سے زیادہ ہے تو اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ بے اختیاری کا معاملہ ہے۔ تو آنحضرت ﷺ اپنے دل کی اتنی حفاظت فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اس طرح ڈرتے تھے کہ دل کے معاملات وہ جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ میں بے اختیار ہوں اس لئے اگر کسی بیوی کی طرف دلی میلان زیادہ ہو اور ظاہری طور پر انصاف کر رہا ہو تو اللہ اس دلی میلان کو معاف فرمادے۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرنا چاہتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا اُسے ساتھ لے جاتے۔ اسی طرح آپ ہر ایک بیوی کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر فرماتے تاہم حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔ (سنن ابو داؤد۔ کتاب النکاح)۔

صحیح بخاری کتاب الاذان میں یہ درج ہے۔ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضور ﷺ گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا کہ وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

اہل خانہ کی خدمت سے مراد یہ ہے کہ گھریلو کاموں میں عورتوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے اور الگ الگ نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہاں تک اپنے کاموں کا تعلق ہے کوشش کیا کرتے تھے کہ خود ہی کر لیں۔ چنانچہ اپنے پیوند بھی خود لگایا کرتے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جو ذاتی نمونہ ہے وہ دونوں کے لئے برابر نمونہ ہے۔ مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔ اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تھا تو پھر نماز کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے آگ دکھائی گئی ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کا ارتکاب کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کیا وہ اللہ کا انکار کرتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ احسان فراموشی کی مرتکب ہوتی ہیں اگر تو ان میں سے کسی سے ساری عمر احسان کرے اور پھر وہ تیری طرف سے کوئی بات خلاف طبیعت دیکھے تو کہتی ہے میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ (بخاری کتاب الایمان باب کفران العشیر)

اب یہ ایک ایسی حدیث ہے جس سے میرا دل ہمیشہ دہل جاتا ہے کہ عورتوں کے پاؤں کے نیچے جنت بھی ہے اور عورتیں بہت تکلیفیں اٹھاتیں، اولاد کو اپنے پیٹ میں پالتیں اور ہر لحاظ سے ان کے حقوق ہیں یہاں تک کہ ان کے متعلق یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ان کے پاؤں تلے جنت ہے بچوں کے لئے۔ اس کے باوجود جہنم میں جو ان کی کثرت کا ذکر ہے اس سے میرا دل دہل جاتا ہے اور چھوٹی سی بات کی اگر فکر کریں تو پھر اس بات کو وہ محسوس کر لیں کہ معمولی سی نیکی کرنے سے ان کو خدا تعالیٰ عذاب سے بچا لے گا۔ یہ عموماً کہتی ہیں۔ پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ عورتوں کی کیا عادت ہے کہ جب ناراض ہوں کوئی لڑائی ہو تو خاوند بیچارے نے ساری عمر بھی خدمت کی ہو وہ کہتی ہیں ہم نے تو تجھ سے کوئی سکون نہیں پایا ہمیشہ تو نے برائی ہی کی ہے ہماری۔ اور ساری عمر کے احسانات وہ ایک طرف پھینک دیتی ہیں۔ یہ وہ عادت ہے جس سے توبہ آسان ہے۔ استغفار کریں، غصہ آئے تو خاموش ہو جایا کریں اور کچھ دیر کے بعد سمجھ آ جائے گی کہ خاوند نے بہت احسانات کئے ہوئے ہیں اور اتنی سی بات سے اگر جہنم کی آگ سے بچ سکتی ہیں تو ایسی نیکی نہیں جو اختیار نہ کی جا سکتی ہو، بہت بھاری اور بڑی نیکی نہیں، بہت معمولی بات ہے۔

آخر پر ایک حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کرتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا "اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ" یعنی آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الطلاق)

پس طلاق کا جہاں حق ہو یا ضرورت ہو وہاں مجبوری ہے اور دینی چاہئے یہاں تک کہ اگر باپ دیکھے کہ بیوی میں کوئی ایسا نقص ہے جو آگے دین کے لحاظ سے اولاد پر اثر ڈالے گا تو اس کے کہنے پر طلاق دینے کا بھی حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایت ہے کہ آپ ایک دفعہ گھر آئے تو حضرت اسماعیل کی جو بیوی تھیں اس وقت ان کے اندر آپ نے کچھ ایسی بات دیکھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تربیت میں بچے ٹھیک نہیں پلیں گے تو آپ نے اس کو ایک ایسا پیغام دیا جو حضرت اسماعیلؑ سمجھ گئے، وہ نہ سمجھ سکی اور وہ یہ تھا کہ اسماعیل اپنے گھر کی چوکھٹ بدل لو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ چوکھٹ بدل لی یعنی دوسری بیوی کر لی اور اس بیوی کو طلاق دے دی۔ تو اگر نیکی اور تقویٰ کی خاطر، اولاد کی تربیت کی خاطر بات کہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ باپ کی یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے۔ مگر اگر ویسے کوئی چڑ ہو باپ کو اپنی بہو سے یا دیسے کوئی دنیاوی معاملات ہوں تو اس میں مرد کا اسی طرح حق ہے جس طرح عورت کا حق ہے اور جب ایک ماں باپ نے بیٹی کو رخصت کیا ہے خاوند کے پاس تو بڑی امیدوں کے ساتھ وابستہ بھیجا ہوتا ہے اس صورت میں طلاق میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ نامناسب بات ہے اور طلاق کے متعلق قرآن کریم میں اور احادیث میں بہت سی شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں: "مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے، اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لیے کہا اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ اُس کی رستگاری کے ساتھ اُس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے"۔ (البدر، جلد ۳ نمبر ۲۷، بتاریخ ۱۶/ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)۔ یہاں قَوَّامُوْن کا غلط مطلب بعض مرد سمجھتے ہیں۔ قوّام کا مطلب غالب اور تشدد کرنے والا نہیں ہے۔ قوّام سے مطلب ہے سیدھا رکھنے والا، اپنی بیوی کو سیدھا رکھنا اور اس کی تربیت کرنا یہ مرد کا فرض ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اپنے فرائض سے غفلت کرنے والا بنے گا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اس کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل کی رستگاری ہے"۔ اگر وہ بد باتوں سے آزاد رہنا چاہتا ہے، غلط باتوں سے آزاد رہنا چاہتا ہے تو خود صاف بنے تو بیوی بھی صاف ہی بنے گی۔

اسی بات کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مرد چونکہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ کا مصداق ہے اس لئے اگر وہ لعنت لیتا ہے تو وہ لعنت بیوی بچوں کو بھی دیتا ہے۔ اور اگر برکت پاتا ہے تو ہمسایوں اور شہر والوں تک کو بھی دیتا ہے"۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۹ ،بتاریخ ۲۴/مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "انسان کو چاہئے کہ عورتوں کے دل میں یہ

بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر چشم پوشی نہیں کر سکتا"۔ (ملفوظات جلد اول ، جدید ایڈیشن، صفحہ ۴۴۰)

اب یہ ایک ایسا حکم ہے جس کو عموماً نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ عورتوں پر ایسا رکھتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آزادی کا ان کا حق یہ ہے کہ ان کو دین کے معاملات میں کھلی چھٹی دے دی جائے اور بہت سے افسروں میں یہ عادت ہے کہ اپنی بیویوں کو بے پردہ مجالس میں لے کے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہم نے بیوی پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس کو کھلی رخصت دے دی ہے۔ یہ ناجائز حرکت ہے اور بیوی پر خوب کھول دینا چاہئے کہ دین کے معاملہ میں میں ہرگز نرمی نہیں کروں گا لیکن دنیاوی معاملات میں ہر آسودگی دوں گا، ہر آسائش مہیا کروں گا اس لئے یہ نہ سمجھنا کہ میں دنیاوی لحاظ سے چشم پوشی نہیں کر سکتا وہ میں کرتا رہوں گا مگر دین کے معاملے میں سمجھ لو کہ دین کی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت میں تمہیں نہیں دے سکتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مکتوب میں جو میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کے نام ایک خط تھا اس کا ایک اقتباس ہے "عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر بلا سے بچاوے گا اور ان کی اولاد عمر والی ہو گی اور نیک بخت ہو گی"۔ (مکتوبات احمد جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۲۰۷)

پھر ملفوظات میں درج ہے: "اگرچہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا مگر تاہم آپ کی بیویاں سب کام کر لیا کرتی تھیں۔ جھاڑو بھی دے لیا کرتی تھیں اور ساتھ اس کے عبادت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک بیوی نے اپنی حفاظت کے واسطے ایک رسہ لٹکا رکھا تھا کہ عبادت میں اونگھ نہ آجائے۔ عورتوں کے لئے ایک ٹکڑا عبادت کا خاوندوں کا حق ادا کرنا ہے اور ایک ٹکڑا عبادت کا خدا کا شکر بجالانا ہے"۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۵۳)

پھر فرماتے ہیں "عورتوں میں ایک خراب عادت یہ بھی ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ برا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک لعنتی ہیں"۔

اب یہ جو "لعنتی" فرمایا ہے بہت سخت لفظ ہے مگر حقیقت میں اگر کسی گھر کا حال کسی کو معلوم ہو اور بہت سے لوگوں کو بعض دفعہ ہمسایوں اور دوسروں کے گھروں کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں تو بعض عورتیں جسے پنجابی میں "کپتّی" کہتے ہیں فطرتاً کپتّی ہوتی ہیں اور نافرمانی کرنا بات بات پر، بات بات پر بگڑنا اور گالیاں شروع کر دینا یہ ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ بعض مردوں کے متعلق میں جانتا ہوں کہ اسی قسم کی عورتوں کے تابع انہوں نے ساری عمر بہت ہی گندی حالت میں بسر کی لیکن اپنی مردانگی کے حقوق ادا نہ کر سکے۔ اگر وہ شروع سے ہی عورت کو سمجھا دیتے تو کبھی ہو نہیں سکتا تھا کہ عورت اس قسم کی حرکت کرتی۔ اس کا نام لینا مناسب نہیں وہ بھی فوت ہو گئے، ان کی بیوی بھی فوت ہو گئیں اللہ انہیں جنت بخشے اور معاف فرمائے لیکن عورت کے ساتھ شروع ہی سے یہ بات خوب کھول دینی چاہئے کہ جو اصولی باتیں ہیں ان کو میں قربان نہیں کروں گا۔ کمزوریاں ہیں بہت سی تمہارے اندر، ہونگی ان میں مَیں صبر سے کام لوں گا لیکن یہ شروع میں ہی سمجھانے کا وقت ہوا کرتا ہے۔

ایک امریکن کہانی میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں مگر وہ ایسی ہے کہ اس موقع پر پھر یاد آجاتی ہے۔ ایک مرد کی بیوی بڑی سخت مزاج تھی اور بہت ہی اس کو دبا کر رکھا ہوا تھا۔ ایک دوسرا شخص تھا اس کی بیوی بہت ہی مطیع اور فرمانبردار تھی اور ہر بات میں فوراً کہا مانتی تھی۔ تو اس کے دوست نے اس سے پوچھا کہ مجھے بھی یہ راز بتاؤ آخر تمہاری بیوی کیوں اتنی فرمانبردار ہے، میری کیوں اتنی سختی کرتی ہے۔ اس نے کہا وقت گزر گیا اب نہیں کچھ ہو سکتا۔ جو پہلے دن ہونا تھا ہو گیا۔ اس نے کہا پھر بھی بتاؤ تو سہی۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں رواج تھا کہ بیوی کو گھوڑے پر بٹھا کر یا گھوڑی پر بٹھا کر اپنے پیچھے بٹھا کر لے جایا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے مَیں نے جان بوجھ کر وہ گھوڑی چنی جو ٹھوکر کھاتی تھی۔ اس کو کہتے ہیں ناخن لینا، تو وہ ناخن لیتی تھی۔ تو ایک دفعہ اس نے ناخن لیا تو میں نے کہا "That is once" ایک دفعہ ہو گیا بس۔ اب وہ عادت تھی بیچاری کو اس نے دوبارہ ناخن لیا۔ اس نے کہا "That is twice" اور جب تیسری دفعہ ناخن لیا تو بیوی کو میں نے کہا اترو۔ ہم دونوں اترے میں نے گھوڑی کو باندھا ایک جگہ اور شوٹ (Shoot) کر دیا۔ اس پر بیوی آگ بگولا ہو گئی، اتنی گالیاں مجھے دیں۔ اس نے کہا ابھی مجھے واپس لے جاؤ میں تو تمہارے ساتھ بس سکتی ہی نہیں، اتنے ظالم سفّاک آدمی ہو۔ جب وہ بات ختم کر چکی تو میں نے کہا "That is once" ایک دفعہ ہو گیا بس۔ پھر اس کے بعد آج تک "That is twice" نہیں ہوا۔ تو تم نے اگر یہ کام سیکھنا تھا تو پہلے دن سیکھنا تھا اب نہیں ہو سکتا۔ تو ایسی عورتوں کا علاج بھی "That is once" ہی ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں: "وہ لعنتی ہیں"۔ یہ اس لحاظ سے لعنتی لفظ بہت سخت ہے مگر بالکل صحیح چسپاں ہوتا ہے۔ "ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم نہ بجالائے اور پس پشت اس کے لئے اس کی خیر خواہ نہ ہو"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۸،۴۷)۔ یہ پس پشت کی جو خیر خواہی ہے یہ بہت ہی اہم ہے اور اس کو نظرانداز کرنے کے نتیجے میں بہت اولادیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ مجھے ایک دفعہ اس بات کا شوق پیدا ہوا پتہ کریں کہ بڑے بڑے مخلص لوگوں کی اولادیں جو پھر گئیں یا مرتد ہو گئیں یعنی ضائع ہو گئیں کیا وجہ تھی۔ تو پشاور، صوبہ سرحد میں بھی میں نے تحقیق کی، بنگال جا کے بھی تحقیق کی تو ہر صورت میں یہ پتہ چلا کہ خاوند جب باہر ہوتا تھا تو بیوی اپنے بچوں کے کان بھرتی تھی اور خاوند کے خلاف کرتی رہتی تھی۔

تو غیر حاضری میں خاوند کے حقوق ادا کرنا بہت ہی ضروری ہے اور اگر غیر حاضری میں اس کے خلاف بچوں کے کان میں بری باتیں پھونکی جائیں گی تو وہ بچے باپ کے تو بہرحال نہیں بنیں گے مگر اکثر ماں کے بھی نہیں بنتے، کسی کے بھی نہیں رہتے۔ وہ یونہی ایک ایسے جہاز کی طرح جس کا کوئی سہارا نہ ہو موڑنے کی کوئی چیز نہ ہو وہ طوفانی موجوں میں جو گناہ کی طوفانی موجیں ہیں ان میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے بھی بہت زور دیا اور اسی زور کے نتیجے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا ہے کہ خاوند کی غیر موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے تمہاری اولاد تباہ ہو جائے۔

پھر بعض دفعہ کہتے ہیں عورتوں سے تو کوئی پردہ نہیں۔ ہر قسم کی عورت گھر میں آسکتی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں بہت ہی اہم تاکید کرتے ہیں "عورتوں پر بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ ان کو اپنی خدمت میں رکھیں"۔ بدکار نوکرانیاں اپنی خدمت میں نہ رکھیں ورنہ اس کے بہت برے نتائج نکل سکتے ہیں تو وہ بعد میں اس وقت پچھتائیں گی جب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہو گا۔ "کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۸،۴۷)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرد کے فطری قویٰ کی مضبوطی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مرد کو بہ نسبت عورت کے فطرتی قویٰ زبردست دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے مرد عورت پر حکومت کرتا چلا آیا ہے"۔ اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ ہر جگہ دنیا میں مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ حکومت کرتا چلا آیا ہے کیونکہ قویٰ مضبوط ہیں اور محنت کے کام کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان کو ایسے قویٰ بخشے ہیں کہ وہ بہت زیادہ محنت کر سکتے ہیں بہ نسبت عورتوں کے جو نسبتاً نازک اندام ہوتی ہیں۔

"قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروّت اور احسان کی رُو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزّت کی گئی ہے۔ ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور بہرحال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروّت سے پیش آتے ہو"۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳، صفحہ ۲۸۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشا زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہو گا۔ اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے۔ دل دُکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ جب والدین اُن کو اپنے سے جُدا اور دوسرے کے حوالہ کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں اُن کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔ اگر انسان کا سلوک اپنی بیوی سے عمدہ ہو اور اسے ضرورتِ شرعی پیدا ہو جاوے تو اس کی بیوی اس کے دوسرے نکاحوں سے ناراض نہیں ہوتی۔ ہم نے اپنے گھر میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ ہمارے نکاح والی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے رو رو کر دعائیں کرتی ہیں"۔ تو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گواہی ہے کہ لوگ تو پسند نہیں کرتے کہ اپنے اوپر سوکن آئے لیکن حضرت مسیح موعود کو جانتی تھیں کہ آپ کی بنا تقویٰ پر ہے اس لئے آپ رو رو کر دعائیں کرتی

تھیں کہ اللہ کرے کہ یہ سوکن جس کا آنا الہامی طور پر مقدر کیا گیا ہے وہ میرے گھر میں آجائے۔" اصل بات یہ ہے کہ بیویوں کی ناراضگی کا باعث خاوند کی نفسانیت ہوا کرتی ہے اور اگر اُن کو اس بات کا علم ہو کہ ہمارا خاوند صحیح اغراض اور تقویٰ کے اصول پر دوسری بیوی کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ کبھی ناراض نہیں ہوتیں۔ فساد کی بنا تقویٰ کی خلاف ورزی ہوا کرتی ہے"۔(ملفوظات، جلد۷، صفحہ ۶۴،۶۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:"ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں، پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید ہو جاتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا تو طیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں"۔ یہ خیال غلط ہے کہ عورتیں بے وقوف ہیں، ان کو پتہ نہیں چلتا۔ "یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے راستہ پر ہوگا تو وہ اس سے ڈریں گی اور خدا سے بھی۔ سب انبیاء، اولیاء کی عورتیں نیک تھیں اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے"۔ بعض استثناء قرآن میں درج ہیں ان کو چھوڑ کر یہ ایسا اصول ہے جو اطلاق پاتا ہے۔ "جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہو جاتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے؟"۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ اسی لئے کہا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں"۔ یہاں قوّام کا جو حقیقی معنی ہے کہ متاثر کرنے والا یہ بیان فرمایا ہے۔ "جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لیں گی"۔(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۷،۲۱۸)

"اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔ عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے کیونکہ ان کی طبائع کا میلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بت پرستی کی ابتداء انہی سے ہوئی ہے"۔ یہ بھی بڑا گہرا عارفانہ کلام ہے کہ عورتوں سے بت پرستی کا آغاز ہوا ہے کیونکہ زینت پرستی کی طرف مائل ہیں اور اسی کے نتیجہ میں پھر بالآخر بت پرستی کی طرف رجحان ہو جاتا ہے"۔

آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہے جو ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۳ سے لیا گیا ہے۔ "اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیج کر دیکھیں تو سہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف؟ ایک طرف تو اسے حمل ہے اور ایک طرف جنگ ہے وہ کیا کر سکے گی؟ غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں اور کم بھی ہیں اس لئے مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۳۳،۱۳۴)

اس ضمن میں جو عورتوں کی آزادی کی موومنٹس (Movements) ہیں ان کی طرف سے کئی سوالوں کی مجلس میں جب مجھ سے سوال ہوتا ہے تو میں ان کو سمجھاتا ہوں کہ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ مرد زیادہ طاقتور ہے اور عورت کمزور ہے۔ عورت نازک ہے اور مرد کی سکینت اور عورت کی سکینت دونوں کے لئے یہ بات ضروری تھی تو برابری تم کیسے مانو گی۔ کیا کبھی باکسنگ (Boxing) میں بھی برابری ہو سکتی ہے کہ ایک طرف عورت ہو اور دوسری طرف مرد باکسر ہو؟ کیا دوڑوں میں بھی تم برابری رکھتے ہو مردوں اور عورتوں کی دوڑیں اکٹھی کرواتے ہو؟ کیا دوسری کھیلوں میں عورتوں اور مردوں کی کھیلیں الگ الگ نہیں ہوتیں؟ تو دل سے تسلیم کرتے ہو کہ مردوں کو خدا نے مضبوط قویٰ دئے ہیں اور عورتیں ہر چیز میں محض فرضی طور پر برابری نہیں کر سکتیں تو جب تم تقسیم کر رہے ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی اس بات کو ماننے میں تمہیں کیا حرج ہے کہ عورتوں اور مردوں کے قویٰ کا فرق ہے اور اس پہلو سے مناسب حال ذمہ داریاں ان کو سپرد کرنی چاہئیں۔

اب حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کو حضرت ام المومنینؓ نے جو نصائح فرمائی تھیں ان میں سے کچھ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں مَیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔" مجھے جو شادی کے ایام میں آپ نے چند نصائح کی تھیں وہ بھی تحریر کر دینا میرے خیال میں مفید ہوگا۔ فرمایا اپنے شوہر سے پوشیدہ کوئی کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہیں کرنا"۔ اگر کوئی کام چھپانے کی ضرورت ہے تو نہ کرو وہی پہچان ہے اس بات کی کہ یہ ناجائز بات ہے۔ "شوہر نہ دیکھے مگر خدا تو دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔ اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا، صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے"۔

"کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا"۔ اس سے پہلے جو ذکر ہے ناکہ عورتیں غصہ کے وقت میں کہہ دیتی ہیں ہم پر کوئی احسان نہیں کیا اور ساری عمر ظلم کیا ہے۔ یہ غصے کی حالت میں بولنے کا نتیجہ ہے۔ تو اس بدی سے بچنے کا بہترین ذریعہ حضرت اماں جانؓ یہ بیان کرتی ہیں۔ "کبھی ان کے غصے کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا بچے پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اس وقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔ غصے میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصے میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔ ان کے عزیزوں کو، عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا ہی بھلا کرے گا"۔

فرمایا "میں نے ہمیشہ تمہارے سوتیلے بھائیوں کے لئے بھی دعائیں کی ہیں اور ان کا بھلا ہی خدا سے چاہا ہے۔ کبھی اپنے دل میں ان کو غیر نہیں جانا خواہ حالات کے سبب وہ الگ رہے میرا دل ہمیشہ ان کا خیر خواہ رہا ہے"۔ پھر فرماتی ہیں "وہابی ہونے کے سبب سے صرف والد (حضرت نانا جانؓ) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا"۔ حضرت اماں جان یہ بیان کر رہی ہیں کہ صرف والد (یعنی نانا جان) موافق تھے اور سب کنبہ بے حد خلاف تھا۔ "ہماری دادی تو بہت روتی تھیں کہ کہاں لڑکی کو جھونک رہے ہو۔ فرماتی ہیں۔ "ایک بار خود میں نے سنا کہ ابا اماں کے خلاف باتوں اور رونے دھونے کے جواب میں کہہ رہے تھے کہ ایسا داماد تو ساری دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو بھی نہ ملے گا"۔(سیرت حضرت سیدۃ النساء نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ حصہ دوم صفحہ ۱۶۷،۱۶۸)

یہ حضرت نانا جان نے اپنی بیگم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا تھا اور واقعی کتنی سچی بات تھی کہ "ایسا داماد تو چراغ لے کر ڈھونڈو گی تو بھی نہ ملے گا"۔

❁❁❁❁……✡✡✡✡